Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)
Volume 03, Issue 01, January-June 2025.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Raḥīm Yār Khān Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

حافظ ابنِ حجر عسقلانی کا نظریہ قراءت "فتح الباری" کے تناظر میں: ایک تجزیاتی مطالعہ

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar Asqalānī's Theory of Recitation (Qirāʾat) in the Context of Fatḥ al-Bārī: An analytical study

Dr. Aḥsan-ul-Ḥaq
Lecturer (Visiting), Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara
Email: ahsanulhaqest@gmail.com
Dr. Abdul Ghaffār
Assistant Professor/HOD Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara
Email: dr.abdul.ghaffar@uo.edu.pk
Dr. Naẓīr Aḥmad
SST, Government High School, Ḥujrah Shāh Muqīm,Okara
Email: nazirahmad4695@gmail.com

Abstract:

For the convenience of the Muslim Ummah, Allāh Almighty has revealed His great book Qurʾān on "sabʿah aḥruf" (seven letters). All these recitations are definitively and surely the Qurʾān. And the whole Ummah is unanimous on this matter that the present "Qirāʾāt ʿAsharah" are among the "Sabʿah Aḥruf" and they are accepted by the Ummah. Since the knowledge of Qirāʾāt is a magnificent knowledge, therefore, in every age, the religious scholars of the Ummah have argued in their own way about the proof and defense of Qirāʾāt.

The scholars of Sunnah have established permanent chapters in their books. In particular, Imām Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī has brought eight Aḥādīth under the book Kitāb al-Faḍāʾil, and other chapters in Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, which serve as a clear argument for his strong position regarding recitation. Similarly, the commentators of ḥadīth have also explained this point of view. Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī is one of the greatest supporters of Qirāʾāt al-Mutawātirah. He has stated his firm position on the ḥadīth of Sabʿah Aḥruf in Fatḥ al-Bārī, Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. He has also described the viewpoints of various scholars.

In this article, a full effort will be made to prove his position with arguments and details. The research style of the paper is descriptive and analytical. The paper is decorated with findings, recommendations, and summary and conclusion.

Keywords:
Sabʿah Aḥruf, Fath al-Bārī, Mutawātir Qirāʾat, Qirāʾat Authenticity, Kitāb al-Faḍāʾil.

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تعارف:

لفظ قراءت کا عربی مادہ(قرأ یقرأ قراءۃ) سے اخذ کیا گیا ہے۔ بلند آواز سے پڑھنا، الفاظ کو شائستگی اور شستگی سے ادا کرنے کے لیے دہرانا، توازن سے پڑھنا کہ بھلا لگے۔ ارشاد خداوندی کہ "جب تم قران پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ تعالی کی پناہ مانگو"[1] یہاں لغت اور قران مجید کی اس آیت کا مفہوم یکساں ہے۔ جو لغت کا مطلب ہے وہ قرآن مجید کی روح ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے دیکھا جائے تو" قراءت " علماء کے نزدیک ایک ایسا فن ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کو متواتر سند، مرغوب لہجہ، مرغوب لہجے کی باریکی، الفاظ کی حسن ادائیگی لازم تجویدی اصولوں کے تحت کرنے کا نام ہے۔ امام ابن جزری کے نزدیک قراءت وہ طرز اداء ہے جسے قاری نے اپنے مشائخ وعظام سے سند کے ساتھ حاصل کیا۔

جہاں تک لفظ تجوید کے لغوی معنی کا تعلق ہے تو یہ لفظ (جود یجوید تجویدا) سے مأخوذ ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے: عمدگی، تراشیدگی، خوبصورتی سے سنوارنا، بہتری پیدا کرنا۔ تجوید اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے ایسا لفظ ہے جو قرآن حکیم کے الفاظ صحیح مخارج، صحیح صفات اور ادائیگی کی اصول وضوابط کو مد نظر رکھ کر کیا جائے تجوید کہلاتا ہے۔ اگر مخارج اور صفات لفظی کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے تو پڑھنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔

علوم تجوید وقراءت پر آغاز ہی سے بہت سی کتب لکھی گئی ہیں اور علوم قرآنیات پر لکھی گئی ہر کتاب میں اس کی مباحث موجود ہیں؛ مثلا "البرهان فی علوم القران" (بدرالدین زرکشی م794ھ) اور "الاتقان فی علوم القران" (مولانا جلال الدین سیوطی م912ھ) وغیرہ۔ اور مستقلا بھی اس فن پر کتب موجود ہیں مثلا "کتاب السبعة فی القراءات" (احمد بن موسی تمیمی م 324ھ)، "الحجة للقراءالسبعة" (حسن بن احمد فارسی م377ھ) وغیرہ جبکہ مقالہ ہذا میں شارحین حدیث میں سے اہم شارح حافظ ابن حجر عسقلانی اس منظم اور تحقیقی اسلوب کے مؤقف کو بیان کیا جائے گا۔ اس سے قبل اس پر کام موجود نہ ہے۔

قراءت اور تجوید کے درمیان تفہیمی تفریق:

تجوید میں الفاظ کی درست ادائیگی فن کی حیثیت رکھتی ہے۔ جبکہ قراءت مخصوص سند اور روایت کی محتاج ہے۔ تجوید مخارج، صفات، ادغام اور اخفاء وغیرہ کو لازم قرار دیتا ہے جبکہ قراءت میں قرآنی کلمات کی ادائیگی میں مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ قاری کا تعلق قرآنی الفاظ کو پڑھنے تک محدود ہے جبکہ تجوید میں لفظ قرأ روایت سے منسلک ہے- قرات و تجوید کے درمیان تفاوت کے اظہار کے لیے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قراءت اور تجوید کی حیثیت بالکل اس طرح ہے جس طرح دو اعضاء ایک ہی جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ایک عضو کو جسم سے الگ کر دیا جائے تو دوسرا بے چین ہو جائے۔ قراءت قران روایت کی متقاضی ہے جو تسلسل اور اختیار سے مربوط ہے۔ اس کے مقابلے میں تجوید اصول وضوابط کا وہ ذریعہ ہے جس کے تحت قران کے الفاظ کو ادا کرنا ہے اور ادا بھی درستگی کے ساتھ کرنا ہے۔ اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قراءت تجوید کی محتاج ہے لیکن ہر تجوید قراءت کی وضاحت کرنے سے قاصر ہے۔ تجوید اور قراءت کے باہمی تعلق کو ہم اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ قراءت روایات اور لب ولہجے

کی ادائیگی کی پابند، تجوید تکنیک کے ساتھ ادائیگی کی پابند ہے۔ گویا قرات روایات کے ساتھ لب ولہجہ کی پیروی کرتی ہے جبکہ تجوید وہ راستہ ہے جو تکنیک اور اصولوں کے بغیر منزل تک نہیں پہنچاتا۔

تجوید اور قراءت کے باہمی تعلق سے ہم اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ تجوید جسم ہے اور قراءت روح ہے۔ روح جذبات صادقہ کو برانگیختہ کرتی ہے اور جسم روح کی پناہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ایک جسم ہے اور دوسری روح۔ روح اور جسم کا اتصال ہی فرد کو زندہ رکھتا ہے۔ اگر جسم سے روح نکل جائے تو جسم بے کار۔

قران مجید کو پڑھنے کے لیے یا قران مجید کی تلاوت کے لیے جہاں قراءت ضروری ہے وہاں تجوید بھی ناگزیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ میں قراءت و تجوید یا تجوید و قراءت کا مرکب استعمال کیا جاتا ہے۔ جب اس مرکب کا استعمال کیا جاتا ہے تو غالبا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ قران کی تلاوت میں روایات، لب ولہجہ اور تکنیکی تلفظ اور ادائیگی پر بیک وقت دھیان دیا جائے۔

علم قراءت اور سبعہ احرف کی ضرورت واہمیت:

علم قراءت و سبعہ احرف کی ضرورت و اہمیت اس حوالے سے ہے کہ قران فہمی اور علمی روایات کی پاسداری بالواسطہ یا بلاواسطہ امت مسلمہ کے درمیان قرآنی وحدت کے تصور سے نہ صرف مالا مال ہے بلکہ قرآنی وحدت کے تحفظ سے مشترک بھی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ علم قراءت کی ضرورت سبعہ احرف کے حوالے سے کس قدر ہے۔

1-قرآن کی درست تلفظ کے ساتھ ادائیگی۔

2-قرآن کی تلاوت درست انداز میں۔

3 قرآن کی تلاوت درست لب ولہجہ کے ساتھ۔

4-قرآن کی تلاوت سنت نبوی کے مطابق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خواہش کے عین مطابق۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید "حروف سبعہ" پر نازل ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف قبائلی لہجوں کو شامل کیا گیا۔ لہذا قراءت سبعہ مختلف لہجوں کی نمائندہ قراءت ہے۔

" قراءت سبعہ احرف" امت مسلمہ کو جہاں وسعت نظری بخشتی ہے وہاں وحدت بھی بخشتی ہے۔ وحدت کا مطلب ہے کہ قرآن مجید محفوظ ہے، متواتر ہے اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے ثابت ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ "سبعہ احرف" اپنی وسعت میں فقہی مسائل تک رسائی حاصل کرتا ہے اور " قراءت سبعہ " کو علمی اہمیت کے پیمانے میں رکھ کر جانچا جائے تو یہ بیک وقت علم حدیث اور علم تفسیر میں کلیدی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ قراءت سے حدیث اور پھر حدیث سے فقہ کا راستہ کھلتا ہے اور پھر یہ تمام راستے وقت کی ضرورت کے مطابق اتحاد کا دروازہ کھولتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین کرام "آیات قرآنیہ" کی تفسیر مختلف قراءتوں کی روشنی میں کرتے ہیں۔ "قرآءت سبعہ احرف" کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ قران کریم تحریف سے پاک ہے اور قران کے ادراک کے اندر بھی مختلف پہلو پنہاں ہیں۔

دور جدید اور دور قدیم میں "قراءات سبعہ احرف" قرآن پڑھنے میں، قرآن سیکھنے سکھانے میں مشعل راہ تھا اور آج بھی ہے۔ یہ پہلے بھی قرآن مجید کی راہنمائی کرتا تھا اور آج بھی یہ قرآن مجید کی راہنمائی کرتا ہے۔

دور جدید میں "قراءات سبعہ احرف" قرآن کا ادراک گہرائی سے کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ معنوی وسعت کا وہ دریا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ قرآن کی صداقت ثابت کرنے کے لیے یہ ہمیں علمی دفاع کا موقع بھی دیتا ہے۔ جو چیزیں ماضی سے منسلک تھیں وہ حال سے بھی ہیں اور "قراءات سبعہ احرف" کی ضرورت مستقبل میں بھی ہو گی۔ گویا یہ موضوع ماضی، حال اور مستقبل کا آئینہ ہے۔ اس ساری بحث سے یہ بہ آسانی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سبعہ احرف اگرچہ انسانی عقل سے کافی حد تک ماوراء ہے لیکن الہامی نظام کی شان ہے کہ قدرت خداوندی نے قرآن کے کثیر پہلو انسان پر منکشف کر دیے ہیں اور کچھ پہلو پردہ اخفاء میں بھی رکھے ہیں۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید کو انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے نازل فرمایا اور یہ متنوعہ علوم کا مجموعہ ہے، ان میں سے "علم القراءت" بہت ہی اہمیت کا حامل ہے، علماء امت نے اس کی تعلیم کی طرف ہر دور میں توجہ کی اور آغاز ہی سے اس پر سینکڑوں کتب تالیف کی گئیں اور لاکھوں کی تعداد میں حفاظ و قراء کرام اس فن پر مہارت حاصل کیے ہوئے ہیں۔ اس علم وفن کی حجیت اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔مقالہ ہذا میں محدثین کے امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری کی تالیف صحیح بخاری کے عظیم شارح حافظ ابن حجر کی تشریحات و تعبیرات وفہم کو تحقیقی اسلوب میں بیان کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کی آسانی کے لیے اپنی عظیم کتاب قرآن حکیم کو "سبعہ احرف" پر نازل کیا اور پوری امّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو موجودہ "قراءات عشرہ" انہی "سبعہ احرف" میں سے ہیں اور انہیں امّت کی طرف سے تلّقی بالقبول حاصل ہے، جو نبی کریم ﷺ سے ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں۔ یہ سب قراءات قطعی اور یقینی طور پر قرآن ہیں۔ علم قراءات چونکہ ایک جلیل القدر علم ہے اس لیے ہر دور میں زعماء امت نے قراءات کے ثبوت میں خوب علمی بحث کی ہے۔ خاص طور پر محدثین نے اپنی کتب میں مستقل ابواب قائم کیے ہیں۔ خصوصاً امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے صحیح بخاری کی کتاب: فضائل القرآن، باب: "أنزل القرآن على سبعة احرف" اور دیگر ابواب کے تحت آٹھ احادیث مبارکہ لائے ہیں، جو ثبوت قراءات کے حوالے سے ان کے پختہ مؤقف کی بین دلیل ہے۔

اسی طرح شارحینِ حدیث نے بھی اس مؤقف کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری کے شارح، ابن حجر عسقلانیؒ قراءتِ متواترہ کے سب سے بڑے حامی ہیں۔ انہوں نے فتح الباری میں "حدیثِ سبعہ احرف" پر اپنا ٹھوس مؤقف بیان کیا ہے۔ اور مختلف علمائے کرام کے نقطہ نظر کو بھی بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ ------ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ[2]

"حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے (پہلے) ایک حرف (عرب کے ایک محاورہ پر) پر قرآن مجید پڑھایا۔(میں نے ان سے کہا کہ اس سے میری امت کو مشقت ہو گی) میں برابر ان میں کہتا رہا کہ مزید اور حروف میں پڑھنے کی اجازت دو۔ یہاں تک کہ سات حروف کی اجازت ملی"

دوسری حدیث مبارکہ میں حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا القُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ [3]

"بے شک یہ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا۔پس تمہیں جس طرح آسانی ہو پڑھو"

یہ دونوں احادیث مبارکہ صحیح بخاری میں سے ہیں جس پر حافظ ابنِ حجرؒ نے سیر حاصل گفتگو کی ہے اور امام بخاریؒ کے مؤقف کو ثابت کیا ہے اور اسی سے حافظ ابنِ حجرؒ کا مؤقف بھی ثابت ہوتا ہے۔ جس سے متقدین محدثین کا منہج واضح ہوتا ہے کہ کس طرح وہ اس کی حجیت کے قائل تھے اور دورِ جدید میں یہ کوئی نیا مؤقف بیان نہیں ہو رہا۔

مذکورہ مقالہ میں ان کے اس مؤقف کو دلائل و تفصیل کے ساتھ ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

حضرت محمد ﷺ نے جب حکم الٰہی کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کو سات حروف کی تعلیم دی، تو صحابہ کرام میں سے کسی نے ایک حرف سیکھا تو کسی نے دو سیکھے، تو کسی نے دو سے زائد حاصل کیے۔اور اگر کسی جگہ صحابہ کرام کے مابین قراءت کی وجہ سے اختلاف رونما ہوا بھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمان الٰہی پیش کر کے اس اختلاف کو رفع کیا:

"بے شک قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، پس جو آسان ہو وہ پڑھو"[4]

آنحضرت کا سبعہ اَحرف سے متعلق یہ ارشاد گرامی صحیح بخاری کے پانچ مختلف ابواب میں مذکور ہے۔

إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَئُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ[5]

یہ حدیث مبارکہ معنوی اعتبار سے متواتر ہے۔ جس کے تواتر کی تصریح مشہور محدث امام ابوعبید بن سلام اور حدیث و قراءت کے معروف امام علامہ ابن الجزری نے بھی کی ہے۔

حروف سبعہ کو مفہوم کے اعتبار سے دیکھا جائے تو پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سات حروف پر قرآن کریم کے نازل ہونے سے کیا مراد ہے؟

سبعہ اَحرف سے مراد "اختلاف قراءت کی سات نوعیتیں" ہیں۔یہی راجح اور مستند قول کتب تفسیر، حدیث اور علوم قرآن میں مذکور ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی علامہ ابن قتیبہؒ، امام ابوالفضل رازیؒ، قاضی ابو بکر باقلانیؒ، اور محقق جزریؒ کے حوالے سے یہ سات نوعیتیں یوں ذکر کی ہیں۔

مفرد و جمع کا اختلاف، تذکیر و تانیث کا اختلاف، وجوہ اعراب کا اختلاف، صرفی ہیئت کا اختلاف، نحوی اختلاف، لفظ کا ایسا اختلاف جس سے حروف بدل جائیں۔[6]

مضمون نگار عمران اسلم نے "مشہور شارحین کا نظریۂ قراءت" میں مذکورہ روایات کا طائرانہ جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے۔" مذکورہ بالا تمام احادیث اس بات کو تقویت دیتی ہیں کہ سبعہ احرف سے مراد سبعہ لغات یا سبعہ قراءت ہیں یعنی قرآن کریم کا نزول سات لغات یا سات قراءت پر ہوا"۔[7]

قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل کرنے کی وجہ امت مسلمہ کو نہ صرف آسانیاں فراہم کرنا تھا بلکہ ان کے شعور کو بھی وسعت بخشنی تھی۔علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ابوالحسن اشعری کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"أجمع المُسلمُونَ -------- فَيجوز على هَذَا"[8]

اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کو 'حروف سبعہ' میں نازل کر کے امت محمدیہ کے لیے آسانی پیدا کی۔ اس آسانی کو روکنا کسی بھی شخص کے لیے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ کے لوگ اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اجازت کو روک دیں۔ بلکہ ساتوں حروف ہماری موجودہ قراءت میں شامل ہیں اور قرآن مجید میں متفرق طور پر موجود ہیں، البتہ معین طور سے معلوم نہیں۔ اس لحاظ سے ان کی قراءت آج بھی جائز ہے

قراءت کے مشہور امام و محقق ابن الجزری جن کا دعوی ہے کہ وہ تیس سال تک سبعہ احرف والی حدیث کے اشکالات میں مبتلا رہا اور غور و فکر کرتا رہا۔ انہوں نے امام ابو الفضل رازی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک قراءت کا اختلاف سات اقسام میں منحصر ہے۔ ان اقسام میں اسماء کا اختلاف، افعال کا اختلاف، وجوہ اعراب کا اختلاف، الفاظ کی کمی و بیشی کا اختلاف، تقدیم و تاخیر کا اختلاف، بدلیت کا اختلاف اور لہجوں کا اختلاف شامل ہے۔

اب آتے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اس مؤقف کی طرف جو انہوں نے فتح الباری کے تناظر میں کیا ہے اور "حدیث سبعہ احرف" پر سیر حاصل بحث کرنے کے علاوہ دیگر علمائے کرام کے نقطۂ نظر کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ بخاری شریف کی دو اہم روایات کو نقل کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ[9]

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! "مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا، میں نے تکرار کیا۔ میں نے ان سے مزید طلب کرتا رہا اور وہ مجھے (اللہ کے حکم سے) مزید دیتے رہے۔ حتی کہ معاملہ سات قراءتوں تک جا پہنچا"۔

دوسری روایت صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد اور سنن ترمذی کا حصہ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی نے اس روایت کو تفصیلا نقل کیا ہے جبکہ ہم یہاں اختصاراذکر کرتے ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت عمر فاروق اور حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہما نے سورۃ الفرقان کی قرأت کے بارے میں اختلاف ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ تعالی عنہ سے بالعموم فرمایا "كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ" اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے بالخصوص ارشاد فرمایا:

"كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا القُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ"[10]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے حضرت عمر اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہما، بسبب اختلاف قراءت کی شرح میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سورۃ کو رسول اللہ ﷺ کی زبان اطہر سے بہت پہلے سیکھ چکے تھے۔ جب کہ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ہشام کو نبی کریم ﷺ نے قراءت کے حوالے سے جو درس دیا وہ تازہ ترین تھا۔ حضرت عمر اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف پیدا ہونے کی بھی بڑی وجہ یہی تھی کہ دونوں کے ادوار مختلف تھے اور جن حروف پر پڑھایا گیا وہ بھی مختلف تھے۔ باقی رہا سوال کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کی قراءت کو تسلیم نہیں کیا اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کو نبی کریم

کے سامنے پیش کرنے کے بعد جو صورت حال سامنے آئی، اس نے یہ واضح کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن کے سات حروف پر نازل ہونے والی روایت سے نابلد تھے۔[11]

نظریہ قراءت معمولی مسئلہ نہیں۔ اس کی تفہیم میں اترنے کے لیے اور حقائق تک رسائی کے لیے اس نظریہ کے سمندر میں پوری طرح غرق ہونا پڑتا ہے۔ شارح کوئی بھی ہو جب تک وہ دیگر محققین کے نقطۂ نظر کو نہیں سمجھ لیتا، تب تک اس مسئلہ کے قلب تک رسائی ممکن نہیں۔ مذکورہ بالا احادیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب "فضائل القرآن" کے خصوصی باب "**انزل القرآن علی سبعة احرف**" میں نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف "فتح الباری" میں ان مذکورہ احادیث کی شرح کے لیے دیگر مذہبی اسکالرز اور علماء کے حوالے دے کر تشریح کی ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی شرح میں صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور مسند احمد کے حوالے دیے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام سے یوں درخواست پیش کی:

"أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي"[12]

"اس معاملے میں میری امت پر آسانی کریں"

اسی طرح صحیح مسلم کی دوسری روایت میں یوں مذکور ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ ------فَقَدْ أَصَابُوا"[13] اور سنن ابی داؤد میں مرقوم ہے:

"مجھے اس فرشتے نے کہا جو میرے ساتھ تھے کہ اپنی امت کو دو حرف پڑھنے کا حکم دیجیے.... حتی کہ وہ سات حروف تک پہنچ گئے۔[14]

مسند احمد میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ابو بکرہ کی ایک روایت یوں نقل کی ہے۔"**كلهاشاف كاف**"[15] یعنی "تمام حروف (قرائتیں) شافی اور کافی ہیں"۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام الکوشی رحمہ اللہ کے حوالے سے قراءت مقبول کے بارے میں اپنا مؤقف یوں قلمبند کرتے ہیں۔

ہر وہ قراءت مقبول ہے جس میں یہ تین شرائط موجود ہوں۔

1. جس کی سند صحیح ہو۔

2. عربی میں کسی ایک وجہ کے مطابق ہو۔

3. اس قراءت کے الفاظ خط مصحف عثمانی کے موافق ہوں خواہ وہ قرائتیں سات ہوں یا سات ہزار۔

اور اگر جس قراءت میں ان مذکورہ شرائط سے کوئی ایک شرط مفقود پائی جائے تو وہ قراءت شاذ ہوگی۔[16]

آگے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام سبکی رحمہ اللہ کے حوالے سے قراءت شاذ کے بارے میں اپنا نظریہ قراءت یوں واضح کرتے ہیں۔

والحق أن الخارج عن السبعة على قسمين -----وأبي جعفر[17]

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو بھی قراءت، قراءت سبعہ سے خارج ہیں ان کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم: جو قراءت رسم مصحف کے مخالف ہیں، وہ قراءت بلا شبہ قرآن نہیں۔

دوسری قسم: جو قراءت رسم مصحف کے مخالف نہیں ،اس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔جو قراءت طریق غریب کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔یہ اول کے ساتھ ملحق ہیں۔ وہ بغیر کسی شک کے قرآن نہیں۔

2۔وہ قراءت جو قدیم و جدید آئمہ قراءت کے ہاں مشہورہیں ،اس سے منع کا کوئی جواز نہیں جیسے قراءت یعقوب اور قراءت ابو جعفر ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْه" سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاقرءوا ما تيسر منه ---------لم تكن تلك القراءة معتمدة[18]

"شروط متقدمہ کے ساتھ جو بھی قراءت ثابت ہے اس کے ساتھ قراءت قرآن جائز ہے،ان شرائط کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔کوئی ایک بھی شرط نہ ہو تو وہ قراءت قابل اعتماد نہ ہو گی"۔

مفتی تقی عثمانی اپنے مضمون" قرآن کے سات حروف"میں امام رازی کی پیش کردہ قراءت کی سات اقسام ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ حافظ ابن حجر عسقلانی کا راجح موقف کو بھی یوں نقل کرتے ہیں۔

"علوم اسلامیہ کے نامور مؤلفین ابن جزری، ابن قتیبہ، اور قاضی ابو طیب کی بیان کردہ وجوہ اختلاف بھی اس سے ملتی جلتی ہیں، البتہ امام ابو الفضل رازی کا استقراء اس لیے زیادہ جامع معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کسی قسم کا اختلاف چھوٹا نہیں ہے۔اس لیے برخلاف باقی تین حضرات کی بیان کردہ وجوہ میں آخری قسم یعنی لہجوں کے اختلاف کا بیان نہیں ہے۔اور امام مالک رحمہ اللہ کی بیان کردہ وجوہ میں لہجوں کا اختلاف تو بیان کیا گیا ہے لیکن الفاظ کی کی کمی وبیشی، تقدیم و تاخیر اور بدلیت کے اختلاف کی پوری وضاحت نہیں ہے۔اس کے برعکس امام ابو الفضل رازی رحمۃ اللہ کے استقراء میں یہ تمام اختلافات وضاحت کے ساتھ جمع ہو گئے ہیں۔ محقق ابن الجزری جنہوں نے 30 برس سے زائد غور و فکر کرنے کے بعد سات حروف کو سات وجوہ اختلاف پر محمول کیا ہے، انہوں نے بھی امام ابو الفضل کا قول بڑی وقعت کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ ان کے مجموعی کلام سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ انہیں امام ابو الفضل رازی کا استقراء خود اپنے استقراء سے بھی زیادہ پسند آیا ہے۔اس کے علاوہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے کلام سے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے ان تینوں اقوال میں امام ابو الفضل رازی کے استقراء کو ترجیح دی ہے، کیونکہ انہوں نے علامہ ابن قتیبہ کا قول نقل کر کے لکھا ہے کہ "هذا وجه حسن" "یہ اچھی توجیح ہے۔پھر ابو الفضل کی بیان کردہ سات وجوہ بیان کر کے تحریر فرمایا ہے:" قلت وقد أخذ كلام بن قتيبة ونقحه "میرا خیال ہے کہ امام ابو الفضل رازی نے ابن قتیبہ کا قول اختیار کر کے اسے اور نکھار دیا ہے۔"[19]

خلاصہ بحث:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے فتح الباری کے تناظر میں پیش کیے گئے نظریہ قراءت کو انسانی فہم وشعور کا حصہ بنانے کے لیے کئی زاویوں سے سمجھا جاسکتا ہے:

1۔امام بخاری رحمہ اللہ کے استدلال کا خلاصہ جو فتح الباری کے تناظر میں ہے،کے مطابق قاری کو جو قراءت میسر ہو اس کی سہولت کے مطابق وہ جائز ہے۔

2۔ ہر وہ قراءت جس کی سند صحیح ہو، عربی میں کسی ایک وجہ کے مطابق ہو اور اس قراءت کے الفاظ خط مصحف عثمانی کے موافق ہوں تو وہ قراءت قبول ہو گی۔

3۔ یہ موٴقف اس قول کو بھی تقویت بخشتا ہے کہ یہاں احرف سے مراد معنی کی مرادف لفظ کی ساتھ ادائیگی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنے موٴقف کی تائید میں خود کہہ چکے ہیں کہ معنی میں خلل نہ ہو۔

4۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لغات کی بحث میں نہیں الجھتے خواہ وہ ایک ہو یا ایک سے زائد ہوں۔

5۔ "سبعہ احرف" کی تشریح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک لازم نہیں تھی کہ کھول کر بیان کر دی جاتی۔ البتہ سات حرفوں پہ نبی کریم صلی ﷺ نے اپنی مہر ضرور ثبت کی ہے اور یہی موقف حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

6۔ قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا کہ جو آسان ہو وہ پڑھو۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امت مسلمہ کو اختلاف کا حق بھی دیا گیا ہے کہ بحث کی ایک حد ہے اس سے آگے بڑھنا بھی مناسب نہیں۔

7۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے جہاں دیگر روایات کے حوالے بھی دیے ہیں وہاں یہ ثابت کرنے کی مساعیٔ جمیلہ کی ہے کہ امت کا اجماع کسی ایک نقطے پر ضرور ہونا چاہیے تاکہ امت میں خیر کی کثرت ہو۔

8۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے مطابق قرآن مجید کی مختلف قراءتیں مختلف اوقات میں مختلف اصحاب کو مختلف انداز میں پڑھائی گئیں جس نے جو سیکھا اسی پر قائم ہو گیا۔ جب امت کے درمیان اختلاف ہوا تو وضاحت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے امت کے اس اختلاف کو بھی رحمت قرار دیا۔

9۔ آج تک جتنے بھی شارحین بشمول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے "نظریہ قراءت" پر بحث کر چکے ہیں بالآخر اسی نکتے پر پہنچے ہیں کہ "إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ "قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔ بحث چلی بھی اسی نقطہ سے تھی اور ختم بھی اسی نقطہ پر ہوئی۔ اور یہی وہ نکتہ ہے جہاں یہ امت مسلمہ کے تمام شارحین مجتمع دکھائی دیتے ہیں۔

نتائج:

1۔ مقالہ ہذا میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ شارحین حدیث خصوصاً حافظ ابن حجر عسقلانی نے علم قراءت پر تفصیل سے لکھا ہے اور اپنے موٴقف کو واضح کیا ہے کہ "قراءت متواترہ" حدیث مبارکہ سے ثابت ہے اور قران مجید کے نزول "سبعة احرف" پر ثابت کیا ہے اور اس قراءت کو جائز قرار دیا ہے تاکہ امت کو آسانی میسر ہو سکے۔

2۔ قران مجید کے کلمات کو لغت کے سہارے مترادف بنا کر کسی بھی کلمہ کو بدلنے کی اجازت نہ ہے۔ اگر وہ قراءت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو تو پھر ٹھیک ہے۔ جس طرح صحابیٔ رسول یہ کہے کہ "اقرأنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھایا ہے۔

3۔ حافظ ابن حجر کی بحث اور موٴقف سے ثابت ہوتا ہے کہ "اسبعۃ احرف" سے مراد سات وجوہ ہیں ان سات وجوہ میں سے کسی ایک وجہ پر قران مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

سفارشات:

1- الجامع الصحیح البخاری کے شارح حافظ ابن حجر عسقلانی کے مؤقف کو بیان کرنے کے ساتھ لازمی ہے کہ صحیح مسلم کی کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب بیان ان انزل القرآن علی سبعۃ احرف وبیان معانیھا کو قدیم وجدید شارحین کے نظریات اور مؤقفات کے تناظر میں تحقیقی اسلوب میں پیش کیا جائے۔

2- حافظ ابن حجر کے دیگر معاصرین صاحب عمدۃ القاری علامہ بدرالدین عینی اور ابن رجب الحنبلی کے مؤقفات پر بھی تحقیقی کام سامنے آنا چاہیے۔

3- سنن کی دیگر کتب کے شارحین بالخصوص جامع ترمذی کے ابواب فضائل القران کا مطالعہ بھی منظم انداز میں پیش کیا جائے۔

4- مشہور محدث، مفسر اور فقیہ علامہ عماد الدین ابن کثیر نے باضابطہ "فضائل قرآن" پر کتاب لکھی ہے۔"انہوں نے بھی "سبعۃ احرف" پر اپنے مؤقف کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔اس پر بھی ایم فل کی سطح پر تحقیقی اسلوب میں کام کیا جاسکتا ہے۔

5- برصغیر پاک وہند کا خطہ اس اعتبار سے بڑا زرخیز ہے کہ یہاں کے مؤلفین نے حدیث مبارکہ کی شرح میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، جن میں مولانا عبداللہ مبارک پوری کی "تحفۃ الاحوزی"، مولانا عبدالعظیم شمس آبادی کی "عون المعبود" مولانا غلام رسول سعیدی کی شرح" صحیح مسلم "نمایاں ہیں، ان کے مؤقفات ومناہج پر بھی تحقیقات پیش کرنے کی ضرورت ہے-

حواشی وحوالہ جات:

---

[1] **القرآن**، 98:16

Al-Qur'ān, 98:16

2 البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب فضائل القرآن (بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث: 4991

Al-Bukhārī, Abū ʿAbdullāh, Muḥammad bin Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍā'il al-Qur'ān (Bayrūt, Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H), Ḥadīth: 4991

([3]) ایضاً

Ibid.

([4]) **صحیح البخاری**، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث:4992

Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Kitāb Faḍā'il al-Qur'ān, Ḥadīth: 4992

([5]) **صحیح البخاری**، کتاب الخصومات، رقم الحدیث:2419

Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Kitāb al-Khuṣūmāt, Ḥadīth: 2419

([6]) ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری** (بیروت: دارالمعرفۃ، 1379ھ)، 9:25

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad bin ʿAlī, *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Bayrūt: Dār al-Maʿrifah, 1379H), 9:25

([7])عمران اسلم، مشہور شارحین کا نظریۂ قراءت (ماہنامہ رشد، لاہور، مارچ، 2021ء)، 43

Imrān Aslam, Mashhūr Shāriḥīn kā Nazariyah-i Qirā’at (Māhnāmah Rashd, Lahore, March, 2021), 43

([8])بدر الدین عینی، ابو محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن) 12:258

Badr al-Dīn Aīnī, Abū Muḥammad Maḥmūd bin Aḥmad, 'Umdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Bayrūt: Dār Aḥyā' al-Turāth al-‘Arabī, S.N.), 12:258.

([9]) **صحیح البخاری**، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث: 4991

Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Kitāb Faḍā'il al-Qur'ān, Ḥadīth: 4991

([10]) **صحیح البخاری**، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث: 4992

Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Kitāb Faḍā'il al-Qur'ān, Ḥadīth: 4992

([11])ابن حجر، **فتح الباری**، 11 :31

Ibn Ḥajar, *Fatḥ al-Bārī*,31:11

[12] القشيري، أبو الحسن مسلم بن الحجاج، **المسند الصحیح**، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا (بیروت: دار احیاء التراث العربي، س۔ن)، رقم الحدیث: 820

Al-Qushayrī, Abū al-Ḥasan Muslim bin al-Ḥajjāj, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Ṣalāh al-Musāfirīn wa Qaṣrahā (Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-‘Arabī, S.N.), Ḥadīth Number: 820.

[13] ایضاً، رقم الحدیث: 821

Ibid, Ḥadīth: 821

([14])ابو داوٗد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داوٗد**، بَابُ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ (بیروت: المكتبۃ العصریۃ، صیدا، س ن)، حدیث: 1477

Abū Dāwūd al-Sijistānī, Sulaymān bin al-Ash'ath, *Sunan Abī Dāwūd*, Bāb Unzila al-Qur'ān 'alā Sab'ah Aḥrufīn (Bayrūt: al-Maktabah al-‘Asriyyah, Ṣaydā, S.N.), Ḥadīth: 1477.

([15])احمد بن حنبل، الامام، **مسند الامام احمد** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الأولی، 1421ھ-2001ء)، حدیث: 20425

Ahmad bin Ḥanbal, al-Imām, *Musnad al-Imām Aḥmad* (Bayrūt: Mu’assasat al-Risālah, al-Ṭab'ah al-Āwlah, 1421 AH - 2001 CE), Ḥadīth: 20425.

([16])ابن حجر، **فتح الباری**، 9:32

Ibn Ḥajar, *Fatḥ al-Bārī, 9: 32*

([17])ایضاً، 9: 32

Ibid, 9:32

([18])ایضاً

Ibid.

([19])عثمانی، محمد تقی (لاہور: ماہنامہ رشد، جون 2009ء)، 147

Uthmānī, Muḥammad Taqī (Lahore: Māhnāmah Rushd, June 2009), 147.